غلام حیدر *

احترام انسانیت اور امت مسلمہ کے لیے راہ عمل

اس کرہ ارض پر بسنے والے سات ارب سے زائد انسانوں (۱) میں مسلمانوں کی تعداد دو ارب سے متجاوز ہے۔ (۲) اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمان معتوب ہیں۔ اور دنیا کی امامت وقیادت سے بیدخل کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجوہات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے یہ منصب عطا کیا ہے کہ وہ پوری انسانیت کی رہنمائی کریں اور لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی دکھائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (۳)

"تم ایک بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

آج صورتحال یہ ہے کہ مسلمان خود جہالت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور روشنی ہے کہ دور دور تک نظر نہیں آ رہی۔

سب سے پہلے اسلام کی اصل تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا ہوگا اور پھر انسانیت کو ان تعلیمات کی برکات سے آگاہ کرنا ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انما مثلي و مثل امتي كمثل رجل استو قد نارا فجعلت الدواب والفراش يقعن فيها وانا آخذ بحجز كم وانتم تقحمون فيها" (۴)

''میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لیے دوڑتے چلے آ رہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔''

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اس تمثیل کو ذہن میں رکھتے ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ وہ آگ بھڑک رہی ہے جس میں دنیا کی قومیں سر کے بل گر رہی ہیں کہ جن کو کمر سے پکڑ پکڑ کر بچانا ہماری ذمہ داری ہے، وہ آخر اس

---

* شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

جذبے سے کیسے خالی ہو سکتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ہمیں لوگوں کو اس آگ میں گرنے سے بچانا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اخرجت للناس کہا ہے یعنی اسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔

آج کی دنیا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کا شکار ہے۔ یہ غلط فہمیاں اور شکوک وشبہات ختم کرنے یا کم کرنے میں مسلمان ناکام ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سات ارب سے زائد انسان دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ احترام انسانیت دور حاضر کا نہ صرف ایک اہم مسئلہ ہے بلکہ ایک چیلنج بن گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تکریم انسانیت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کو سمجھا جائے تاکہ دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن سکے۔

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن وعافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے دین امن وسلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لیے نام ہی "اسلام" پسند کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَضِیتُ لَکُمُ الإِسُلاَمَ دِیناً (۵)

''اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔''

لفظ اسلام سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی امن وسلامتی اور خیر وعافیت کے ہیں۔ اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن ہے۔ گویا امن وسلامتی کا معنی لفظ اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ لہذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن وسلامتی، محبت ورواداری، اعتدال و توازن اور صبر وتحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن وحدیث میں اگر مسلم اور مومن کی تعریف تلاش کی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان صرف وہ شخص ہے جو تمام انسانیت کے لیے پیکر امن وسلامتی ہو اور مومن بھی وہی شخص ہے جو امن وآشتی، تحمل وبرداشت، بقاء باہمی اور احترام آدمیت جیسے اوصاف سے متصف ہو۔ یعنی اجتماعی سطح سے لے کر انفرادی سطح تک ہر کوئی اس سے محفوظ ومامون ہو۔

اسلام انسانوں کے احترام کا درس دیتا ہے اور ان کی عزت، جان اور مال کو محترم سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ میں ارشاد فرمایا:

مَن قَتَلَ نَفساً بِغَیرِ نَفسٍ أَوُ فَسَادٍ فِیُ الأَرضِ فَکَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیعاً وَمَنُ أَحیَاھَا فَکَأَنَّمَا أَحیَا النَّاسَ جَمِیعاً(۶)

''جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔''

مندرجہ بالا آیت میں مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص کے بغیر انسانی جان کی قدر وقیمت بیان کی گئی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی (م:۱۹۷۹ء) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

''دنیا میں نوع انسانی کی زندگی کا بقا منحصر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام

موجود ہواور ہر ایک دوسرے کی زندگی کے بقا وتحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے اور ہمدردی نوع کے جذبہ سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے، کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افراد انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ در حقیقت انسانیت کا حامی ہے۔ کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کے بقا کا انحصار ہے۔''(۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری نسل انسانی کو عزت، جان اور مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"فان دماء کم و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام، کحرمة یومکم هذا،فی بلد کم هذا، فی شهرکم هذا" (۸)

''بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں (مقرر کی گئی) ہے۔''

لہٰذا کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنا، اس کا مال لوٹنا اور اس کی عزت پر حملہ کرنا یا اس کی تذلیل کرنا دوسروں پر حرام ہے۔

اسلام قومی اور بین الاقوامی معاملات میں امن ورواداری کا درس دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی مواقع پر غیر مسلموں کے نمائندے آئے، لیکن آپ نے ہمیشہ ان سے خود بھی حسن سلوک فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی یہی تعلیم دی حتیٰ کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے نمائندے آئے جنھوں نے صریحاً اعتراف ارتداد کیا تھا لیکن آپ ان کے سفارتکار ہونے کے باعث ان سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

انی کنت عند رسول الله ﷺ جالسا اذا دخل هذا (عبدالله بن نواحة) ورجل وافد ین من عند مسیلمة ـ فقال لهما رسول الله ﷺ: اتشهدان انی رسول الله ؟ فقالا له: نشهد ان مسیلمة رسول الله ، فقال: امنت بالله ورسله ، لوکنت قاتلا وفداً لقتلتکما(۹)

''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب یہ شخص (عبداللہ بن نواحہ) اور ایک اور آدمی مسیلمہ (کذاب) کی طرف سے سفارت کار بن کر آئے تو انہیں حضور اکرم نے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے (اپنے کفر وارتداد پر اصرار کرتے ہوئے) کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ (معاذ اللہ) اللہ کا رسول ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کمال برداشت اور تحمل کی مثال قائم فرماتے ہوئے ارشاد) فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔''

غور کیجئے کہ بارگاہ رسالت مآب میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے اعلانیہ کفر وارتداد کے باوجود تحمل سے کام لیا گیا، کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی، نہ ہی انہیں قید کیا گیا اور نہ ہی انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ صرف اس لیے کہ وہ

سفارت کار تھے۔

اسلام میں غیر مسلموں کے مذہبی رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بہت اہم ہیں جو کہ آپ لشکر روانہ کرتے وقت فرماتے تھے:

"لا تغد روا و لا تغلوا، و لا تمثلوا ، و لا تقتلوا الوالدان، و لا اصحاب الصوامع (۱۰)

"غداری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، نعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا"

اسلام نے دوسروں کا مال لوٹنا حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ(۱۱)

"اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطور رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو (کہ یہ گناہ ہے)"

حضور اکرم ﷺ نے بھی دوسروں کے مال کو لوٹنا حرام قرار دیا ہے۔

فان دماء کم و اموالکم علیکم حرام (۱۲)

''بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں۔''

غیر مسلم شہریوں کی جانوں کی طرح ان کے اموال کی حفاظت بھی اسلامی ریاست پر لازم ہے۔ امام ابو یوسف (م:۱۸۲ھ) نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے معاہدے کی یہ شق نقل کی ہے:

ولنجران و حاشیتها جوارالله و ذمة محمد النبی رسول اللهﷺ، علی اموالهم وانفسهم وارضهم و ملتهم، و غائبهم و شاهد هم، وعشیر تهم و بیعهم، و کل ماتحت ایدیهم من قلیل او کثیر(۱۳)

"اللہ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے ان کے مالوں، ان کی جانوں، ان کی زمینوں، ان کے دین، ان کے غیر موجود و موجود افراد، ان کے خاندان کے افراد، ان کی عبادت گاہوں اور جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہے، تھوڑا یا زیادہ، ہر شے کی حفاظت کے ضامن اور ذمہ دار ہیں"

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ ان کے اموال کی حفاظت اتنی ہی ضروری ہے جتنی مسلمانوں کے اموال کی حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان ان کی شراب یا خنزیر کو تلف کردے تو اس پر جرمانہ لازم آئے گا۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'ردالمحتار' میں علامہ ابن عابدین شامی (م:۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فان اراقه رجل او قتل خنزیره ضمن(۱۴)

پھر اگر کوئی شخص اس (ذمی) کی شراب بہادے یا اس کا خنزیر قتل کردے تو وہ ضمان دے گا۔

امام ابن قدامہ حنبلی (م:۶۲۰ھ) نے کہا ہے کہ غیر مسلم شہری کا مال چوری کرنے والے پر اسی طرح حد عائد ہوگی

جس طرح مسلمان کا مال چوری کرنے والے پر ہوتی ہے۔ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ویقطع المسلم بسرقة مال المسلم والذمی (۱۵)

علامہ ابن حزم (م:۴۵۶ھ) بیان کرتے ہیں:

ولم یات نهی قط عن قطع یدمن سرق مال کافر ذمی (۱۶)

"جس شخص نے کسی کافر ذمی کا مال چوری کیا اس کا ہاتھ کاٹنے کی نفی کہیں وارد نہیں ہوئی"

اسلام میں جیسے مسلمان کی عزت وآبرو کی تذلیل حرام ہے ویسے ہی غیر مسلم شہری کی عزت کو پامال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

ایک دفعہ گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق سزا دی۔خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس کی شکایت کی گئی تو انہوں نے سر عام گورنر مصر کے بیٹے کو اس غیر مسلم مصری سے سزا دلوائی اور یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

مذ کم تعبدتم الناس وقد ولد تهم امهاتهم احرار؟(۱۷)

"تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا؟"

آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، صحابہ کرام اور فقہائے امت کے اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی غیر مسلم شہری کو محض اس کے غیر مسلم ہونے کی بنا پر قتل کر دے یا اس کا مال لوٹے یا اس کی عزت پامال کرے یا اس کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچائے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا کہ:

من قتل معاهداً في غير كنهه حرم الله عليه الجنة (۱۸)

''جس نے معاہد کو بلاوجہ قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔''

اسلام نے جہاں غیر مسلموں کی تکریم کا درس دیا ہے وہیں ایک مسلمان کی عزت، جان اور مال کا احترام کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔امام ابن ماجہ (م:۲۷۳ھ) سے مروی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

حدثنا عبدالله بن عمرو قال: رأیت رسول لله صلی الله علیه وسلم یطوف بالکعبة و یقول: مااطیبك واطیب ریحك، ما اعظمك واعظم حرمتك، والذی نفس محمد بیده، لحرمة المومن اعظم عندالله حرمة منك، ماله ودمه وان نظن به الا خیراً (۱۹)

''حضرت عبداللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔''

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ ایک مومن کے جان و مال کی قدر و قیمت کو واضح کر رہی ہے۔ آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اقدام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

من اشار الی اخیه بحدیدة فان الملا لکة تلعنه حتی یدعه، و ان کان اخاه لابیه و امه (۲۰)

"جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو"

زبان سے دوسرے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا یَغْتَب بَّعْضُکُم بَعْضاً (۲۱)

''اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔''

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده (۲۲)

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

اگر مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جنگ ہو رہی ہو اور دوران جنگ ایک غیر مسلم کلمہ پڑھ لے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو یہ بدگمانی کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ اس کافر نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کریں جس میں حضرت اسامۃ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الحرقة ، فصبحنا القوم فهزمنا هم والحقت انا ورجل من الا نصار رجلا منهم، فلما غشینا ه قال : لا اله الا اللّٰه، فکف الانصاری، فطعنته برمحی حتی قتلته، فلما قدمنا بلغ النبی صلی الله علیه وسلم فقال : یا اسامة، اقتلته بعد ما قال: لا اله الا اللّٰه؟ قلت: کان متعوذاً، فما زال یکررها حتی تمنیت انی لم اکن اسلمت قبل ذالك الیوم (۲۳)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حرقہ کی طرف روانہ کیا۔ ہم صبح وہاں پہنچے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ۔ انصاری تو (اس کی زبان سے کلمہ سن) کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے اسامہ: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اسلام

نہ لایا ہوتا۔‘‘

پرامن شہریوں اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے مسلمانوں کو اس فرمان رسول پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے تو کلمہ گو بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

جو لوگ مسلمانوں کے قتل میں کسی بھی قسم کی معاونت کرتے ہیں، ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اعان علی قتل مو من بشطر کلمة ، لقی الله عزو جل ، مکتو ب بین عینیه:آیس من رحمة الله (۲۴)

’’جس شخص نے چند کلمات کے ذریعے بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آیس من رحمۃ اللہ (اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس شخص)۔‘‘

محولہ بالا حقائق اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ اسلام میں انسانی جان، مال اور عزت کو بے حد احترام دیا گیا ہے۔ خواہ یہ جان، مال اور عزت مسلمانوں کی ہو خواہ غیر مسلم کی۔ یہ بد قسمتی ہے کہ امت مسلمہ اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ دہشت گردی، قتل و غارت اور عدم برداشت کے جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے عالمی دنیا میں مسلمانوں کا وقار روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ اگر امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے انسانی جان، مال اور عزت کا احترام کرنا ہوگا۔ نیز درج ذیل امور کی طرف توجہ دینا ہوگی۔

۱۔ اسلام ہماری شناخت اور تشخص ہے۔ ہمیں یہ بات دنیا کو بتاتے ہوئے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ دنیا کو دوٹوک انداز میں بتانا ہوگا کہ ہم اول و آخر اپنے رب کے مطیع ہیں۔ احساس کمتری کو ختم کرنا ہوگا۔

۲۔ تعلیم اور تحقیق کے میدان میں امت مسلمہ زوال کا شکار ہے۔ روزنامہ جنگ، لاہور کی ۲۴ اپریل ۲۰۱۲ء کی درج ذیل رپورٹ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے:

’’برطانیہ و امریکہ کی درسگاہیں 10 بہترین جامعات قرار پائیں جبکہ ان میں کوئی مسلم ملک شامل نہیں۔ کیمبرج معمولی فرق سے پہلی معیاری یونیورسٹی قرار پائی۔ ہارورڈ کا دوسرا نمبر ہے۔ ۴۰۰ بہترین جامعات میں پاکستان کا کوئی ادارہ شامل نہیں۔ اسلامی ملکوں میں ۵۸۰ اور صرف بھارت میں ۵۸۳ یونیورسٹیاں ہیں۔ ایشیا میں چین، کوریا، بھارت جامعات پر سب سے زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ امریکی جریدے ’’یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ‘‘ نے یہ درجہ بندی تعلیم اور کیریئر پر تحقیق کرنے والے بین الاقوامی ادارے کوئیک کیور لی سیمونٹنگ سے کرائی ہے۔‘‘ (۲۵)

حصول ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں رائج نظام تعلیم میں مثبت تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ اسلامی معاشرے میں اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ ماہرین تیار ہوں جو نئی ایجادات کی قدرت رکھتے ہوں۔

۳۔ اسلامی دنیا وسائل سے مالا مال ہے۔ یہ خزانے امت کے میدانوں اور پہاڑوں میں، اس کی وادیوں اور صحراؤں میں، اس کے سمندروں اور دریاؤں میں بکھرے پڑے ہیں۔ ہماری جغرافیائی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔

۴۔ ترقی کے حصول کے لیے معاشرتی ظلم و زیادتیوں کو ختم کرنا ہوگا۔

۵۔ خواتین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انہیں صحیح مقام و مرتبہ دیا جائے۔ خواتین کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ خواتین معاشرے کا عددی لحاظ سے نصف حصہ ہیں۔ گھر اور معاشرے پر ان کے براہ راست مثبت یا منفی ہر دو طرح سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مسلمان مردوں کے لیے ضروری ہے کہ خواتین کے ساتھ ان کے اولین فریضے کی ادائیگی میں معاونت کریں جو گھر کی نگہداشت، خاوند کا خیال اور نسل انسانی کی تربیت کرنے کے اعلیٰ اعمال پر مشتمل ہے۔ اس میں دو رائے نہیں (جنہوں نے تجربات کرنے تھے، کر لیے پھر بھی یہی نتیجہ نکلا) کہ خواتین سے یہ مقام کوئی اور نہیں لے سکتا اور نہ ہی اسے درست انداز سے ادا ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا خواتین کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جانا چاہیے تاکہ وہ اچھی بیوی، بہترین ماں اور مفید شہری ثابت ہو سکیں۔

ہمیں ضرورت و مجبوری میں ان کے کام کرنے کے حق کو بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر خود انہیں یا ان کے افراد خاندان کو ان کی معاونت کی ضرورت ہو تو وہ باہر جا کر کام کر سکتی ہیں جیسے کہ حضرت شعیب علیہ اسلام کے واقعے سے راہنمائی ملتی ہے جب کہ وہ بوڑھے تھے اور ان کی بیٹیاں بکریوں کو پانی پلانے کے لیے لے جاتی تھیں۔ علاوہ ازیں اگر معاشرے کو ان کے کام کی ضرورت ہو جیسے کہ عورتوں کا بچیوں کو تعلیم دینا، عورتوں کا عورتوں کے علاج کے لیے تربیت لینا وغیرہ جیسے امور تو ان میں خواتین کو کام کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر خواتین کو درست مقام حاصل ہوگا تو خاندان خوش و خرم رہے گا اور زندگی پرسکون بسر ہوگی۔

۶۔ اتفاق و اتحاد کو فروغ دینا ہوگا۔ کٹی پھٹی اور بکھری امت کا کوئی مستقبل نہیں۔ کبھی یہ ایک تھی، اب مختلف اقوام کا مجموعہ بن چکی ہے جو الگ الگ گروہوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ یہ گروہ محض متفرق مجموعہ ہی نہیں ہیں بلکہ بار بار عملاً ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو جاتے ہیں اور اس طرح خود ہی ایک دوسرے کے غیظ و غضب کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ موجودہ دور میں مختلف الخیال اقوام پرانے اختلافات، نسلی امتیازات، مذہبی لڑائیاں اور علاقائی جھگڑے کم سے کم کرنے پر کمربستہ ہیں۔ ہم اس وقت تک عالمی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جب تک اتفاق اور اتحاد کو فروغ نہ دیں۔

مندرجہ بالا نکات کو پیش نظر رکھ کر ہم بحیثیت امت ترقی کر سکتے ہیں ہم مادی، روحانی، تہذیبی، بشری ہر نوع کے خزانوں سے مالا مال ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اکیسویں صدی میں ہم اپنی عظمت رفتہ کو پا کر پھر شوکت و رفعت کو بحال کر سکیں۔ دنیا کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ ہم اسلام پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ جہاں تک غیروں کی سازشوں کا تعلق ہے تو ہمارے لیے قرآن رہنمائی کر رہا ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۲۶)

''پکارو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اور ان (کج بحثوں) سے مجادلہ کرو اس طور پر جو بہت عمدہ ہو''

اسلامی ملکوں کے سربراہان اور عوام کے لیے ضروری ہے کہ قول و فعل کے تضاد سے اپنے آپ کو بچائیں۔ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیا۔ آپ نے زیر زمین کارروائیوں سے ہمیشہ اجتناب کیا اور وعدوں کو ایفا کرنے کا درس دیا۔ دنیا کی قیادت انہی کو ملتی ہے جو کردار اور علم وتحقیق میں نمونہ بنتے ہیں۔ ہمیں سورۃ الاحزاب کی اس آیت پر عمل کرنا چاہیے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (٢٧)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

حوالہ جات

1- www.worldometers.info/world-population

2- Muslimpopulation.com/world/

۳۔ ال عمران،۳/۱۱۰

۴۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م:۲۷۹ھ)، جامع الترمذی، ابواب الامثال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء (فی) مثل ابن آدم واجلہ وأملہ، حدیث نمبر۲۸۷۴، ص:۶۴۶، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۰ھ

۵۔ المائدۃ،۵/۳

۶۔ المائدۃ،۵/۳۲

۷۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ (م:۱۹۷۹ء)، تفہیم القرآن، ج:۱، ص:۴۶۴، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۱ء

۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م:۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منیٰ، حدیث نمبر۱۷۳۹، ص:۲۸۰، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ

۹۔ الدارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م:۲۵۵ھ)، سنن الدارمی، باب فی النھی عن قتل الرسل، ج:۲، حدیث نمبر۲۵۰۳، ص:۳۰۷، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۷ھ

۱۰۔ احمد بن حنبل (م:۲۴۱ھ)، المسند، ج:۱، حدیث نمبر۲۷۳۱، ص:۳۹۱، نشر السنۃ، ملتان، ۱۴۲۱ھ

۱۱۔ البقرۃ،۲/۱۸۸

۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م:۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منیٰ، حدیث نمبر ۱۷۴۱، ص:۲۸۱، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ

۱۳۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم (م:۱۸۲)، کتاب الخراج، ص:۷۲، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، سن ندارد

۱۴۔ ابن عابدین شامی، محمد بن امین (م:۱۲۵۲ھ)، ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویرالابصار، کتاب الغصب، المجلد التاسع، ص:۳۰۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ

۱۵۔ ابن قدامۃ، ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد (م:۶۲۰ھ)، المغنی، کتاب الحدود، باب القطع فی السرقۃ، الجزء الثانی عشر، ص:۳۱۵، دارالحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ

۱۶۔ ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید (م:۴۵۶ھ)، المحلی شرح المجلی، ج:۱۳، ص:۱۷۷، داراحیا التراث

العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ۔

۱۷۔ الہندی، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین (م: ۹۷۵ھ)، کتاب الفضائل / فضائل الصحابہ، الجزالثانی عشر، حدیث نمبر ۳۶۰۰۵، ص: ۲۹۴، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ

۱۸۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م: ۲۵۵ھ)، سنن الدارمی، باب فی النھی عن قتل المعاھد، ج: ۲، حدیث نمبر ۲۴۰۹، ص: ۶۸۵، دارالقلم، دمشق، ۱۴۱۷ھ

۱۹۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید (م: ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب الفتن، باب حرمۃ دم المومن و مالہ، حدیث نمبر ۳۹۳۲، ص: ۵۶۴، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۰ھ

۲۰۔ مسلم بن حجاج (م: ۲۶۱ھ)، جامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن اشارۃ بالسلاح الی مسلم، حدیث نمبر ۶۶۶۶، ص: ۱۱۴۲، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ

۲۱۔ الحجرات، ۱۲/۴۹

۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، حدیث نمبر ۱۰، ص: ۵، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ

۲۳۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید الی الحرقات من جھینۃ، حدیث نمبر ۴۲۶۹، ص: ۷۲۲، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ

۲۴۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید (م: ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً، حدیث نمبر ۲۶۲۰، ص: ۳۷۶، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۰ھ

۲۵۔ روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۴ اپریل ۲۰۱۲ء، ص: ۱۲

۲۶۔ النحل، ۱۲۵/۱۶

۲۷۔ الاحزاب، ۲۱/۳۳

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

از: محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

—— تلاش، جمع وترتیب اور حواشی ——

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

[بڑے سائز کے ۶۰۰ سے زائد صفحات۔ قیمت: ۵۰۰ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہے